فصل 21

کفار کے تہوار.. اور مسلمانوں کا اجماع

اقتِضَاءُ الصِّرَاطِ المُستَقِیم

ہماری نئی تالیف

جہاں تک اجماع کی بات ہے تو وہ کئی پہلوؤں سے ہے:

اول۔ عہدِ اول کا متفقہ طرزِ عمل:

جس کی جانب میں ابھی اشارہ کر آیا ہوں: یعنی یہود، نصاریٰ، مجوس، سب ذمی اقوام مسلم خطوں میں شروع سے آج تک پائی گئی ہیں۔ جو کہ جزیہ دیتی رہیں اور اس کے مقابل ان کو مکمل امان حاصل رہی۔ ان کو اپنے دین پر چلنے کی آزادی تھی، جس میں ان کے تہوار بھی آتے ہیں۔ معاشرے میں جب کسی ایک قوم کا تہوار ہو تو باقی اقوام میں یا کم از کم ان کے ایک طبقے میں اس کی جانب میلان اور شرکت کا محرک ضرور پیدا ہوتا ہے، جیسا کہ پیچھے ہم واضح کر چکے۔ مگر سابقین رضی اللہ عنہم کے عہد میں کوئی مسلمان ایسا نہیں ملتا جو اہل ذمہ کے تہواروں میں شرکت کر کے آتا ہو۔ ایک ایسے دلچسپ اور رنگ برنگے تہوار میں شرکت کی جانب نفوس کا میلان طبعی بات ہے۔ پورا معاشرہ اِس سے رُکا رہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ "مانع" اِس سے بھی قوی تر ہو؛ جو کہ شریعت ہی ہو سکتی ہے۔ اب اِس مانع کی دو صورتیں ہیں:

۱) کافر تہواروں کے لیے مسلم نفوس میں اگر صرف ایک داخلی کراہت ہے اور وہ اُن کو اُس طرف رخ کرنے نہیں دے رہی تو اس کراہت کے پیچھے شریعت ہے۔

۲) اور اگر ویسے اس کو "منع" سمجھتے ہوئے اِس سے دور رہتے ہیں تو اِس

"منع" کے پیچھے شریعت ہے۔

یہ تو ناممکن ہے کہ

- ایک چیز کا محرک قوی ہو
- اور مانع کوئی نہ ہو
- پھر وہ چیز عمل میں آنے سے مسلسل رکی رہے!!!

لامحالہ یہ مانع شریعت ہے؛ جو ایک پورے معاشرے کو برس ہابرس بلکہ صدیوں ایک عمل سے روکے رکھتی ہے باوجود اس کے کہ ماحول میں اس کے محرکات پوری طرح موجود ہیں۔

عہدِ اول میں ہمیں اِسی ایک طرز عمل پر یکسوئی ملتی ہے۔ کوئی اختلاف ہوتا تو نہ صرف سامنے آجاتا بلکہ (نفوس میں) اِتنے قوی محرکات پائے جانے کے باعث 'دوسری رائے' کے پیروکار اُن تہواروں میں شرکت فرماتے بھی نظر آتے۔

دوم: صحابہؓ کا اتفاق کہ اہل ذمہ اپنے تہوار کھلے عام نہ منائیں گے:

شروطِ عمریہ میں یہ بات باقاعدہ درج ہے، اور جو کہ اکیلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ نہیں بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر اتفاق کیا اور اس کے بعد سب فقہاء رحمۃ اللہ علیہم کا اِس پر اتفاق چلا آیا ہے کہ اہل کتاب میں سے جو لوگ ہمارے اہل ذمہ بنتے ہیں وہ دارالاسلام میں اپنے تہواروں کو کھلے عام نہیں کریں گے۔ حتیٰ کہ فقہاء کے ہاں ان تہواروں کے نام ذکر ہوئے مثلاً شعانین اور باعوث وغیرہ۔ اب اگر مسلمان اس پر متفق ہیں کہ کافرانِ تہواروں کو اپنی چاردیواریوں کے اندر رکھیں گے اور مسلمانوں کے مابین لے کر نہ آئیں گے تو یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ مسلمان خود وہ افعال کرنے لگیں؟ کافر کی نسبت ایک مسلمان کا کھلم کھلا وہ افعال کرنے لگنا کیا اس سے کہیں زیادہ سنگین نہیں؟

سوم: صحابہؓ اور سلف کا اِن تہواروں میں تفریح سے ممانعت کرنا:

۱) ابو الشیخ اصفہانی کی عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ (یا ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہدایت فرمائی تھی: **إيَّاكُمْ وَرَطَانَةَ الأَعَاجِمِ وَأنْ تَدْخُلُوا عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ عِيْدِهِمْ فِي كَنَائِسِهِمْ** "خبر دار عجمیوں کے لہجے مت سیکھو۔ مشرکین کے ہاں اُن کے گرجوں میں اُن کی عید کے روز مت جاؤ"۔

۲) امام بیہقی نے باب باندھا ہے: باب كَرَاهَةِ الدُّخُوْلِ عَلٰى أَهْلِ الذِّمَّةِ فِي كَنَائِسِهِمْ وَالتَّشَبُّهِ بِهِمْ يَوْمَ نَيْرُوْزِهِمْ وَمَهْرَجَانِهِمْ "اس بات کی کراہت کا بیان کہ اہل ذمہ کے گرجوں میں داخل ہوا جائے اور ان کے نوروز یا مہرجان کے دن اُن کی مشابہت کا کوئی کام کیا جائے"۔ اس کے تحت بیہقی صحیح اِسناد کے ساتھ روایت لاتے ہیں عن سفيان الثوری، عن ثور بن يزيد، عن عطاء بن دينار: قال: قال عمر: **لَا تَعَلَّمُوا رَطانَةَ الأعَاجِمِ وأن تَدْخُلُوا عَلَى المشركين يومَ عِيدِهِم فی كَنائِسِهِم، فَإنَّ السّخْطَة تنزِل عَلَيهِم**

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہدایت: "عجمیوں کے لہجے مت سیکھو۔ مشرکین کے ہاں اُن کے گرجوں میں اُن کی عید کے روز مت جاؤ؛ کیونکہ ان پر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے"۔

۳) بیہقی کی روایت: عن الثوری، عن عوف، عن الوليد عن عبد الله بن عمر، قال: **من بنىٰ ببلاد الأعاجم فصنع نيروزهم ومهرجانهم وتشبه بهم حتىٰ يموت وهو كذلك حشر معهم يوم القيامة**

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی تنبیہ: "جو شخص عجمیوں کے دیس میں تعمیرات کرے، ان کا نوروز اور مہرجان منانے لگے اور ان کی مشابہت اختیار کرے، یہاں تک کہ اس کو موت آلے، روزِ قیامت اس کا حشر اُنہی کے ساتھ ہونے والا ہے"۔

٤) بیہقی ایک روایت امام بخاریؒ سے کرتے ہیں کہ: مجھ کو خبر دی ابن ابی مریم نے، اُس کو نافع بن یزید نے، اُس نے سُنا سلمان بن ابی زینب اور عمرو بن الحارث سے، اُس نے سعید بن سلمہ سے، اُس نے ابان سے: کہ اُس نے امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: **اجتنبوا أعداءَ الله في عيدهم** "اللہ کے دشمنوں سے دور رہو اُن کی عید کے روز"۔

٥) بیہقی ابو اسامہ کی سند سے عن حماد بن زید، عن ھشام، عن محمد بن سیرین روایت کرتے ہیں: کہ نوروز کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کوئی تحفہ پیش کیا گیا تو آپؓ نے پوچھا: یہ کیا؟ عرض کی گئی: اے امیر المومنینؓ یہ نوروز کا دن ہے۔ آپؓ نے فرمایا: یہ فیروز روزانہ کیوں نہیں کر لیتے۔ ابو اسامہ (راوی) کہتے ہیں: حضرت علیؓ نے ناگوار جانا کہ نوروز کا نام بھی سیدھا لیں (چنانچہ نوروز کو عمداً فیروز کہا)۔

(اس کے علاوہ کچھ روایات ابن تیمیہؒ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال سے لے کر آتے ہیں، اس کے بعد فرماتے ہیں):

اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہل ذمہ کے گرجوں میں اُن کے تہواروں کے موقع پر جانے سے ممانعت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ یہ وہ مقامات ہیں جہاں خدا کا غضب نازل ہوتا ہے۔ اب اگر اُن کے تہوار خدا کے غضب کا محل ہیں لہٰذا آدمی کا اُس روز وہاں صرف پایا جانا اتنی بری چیز ہے تو اس تہوار کے کسی حصے میں باقاعدہ شریک ہو جانا کیوں خدا کے غضب کا موجب نہ ہو گا؟

اس کے بعد ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہم تابعین و تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال بھی لے کر آتے ہیں۔

(کتاب کے صفحات 454 تا 470)